

دھان پانی عورت!

کسی بھی انسان کے سماجی قد کا ٹھہ کا اندازہ اس اصول سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں اسکے دوست کتنے ہیں اور دشمن کتنے۔ اگر صرف دوست ہوں، تو تاریخی تناظر میں اسکی اہمیت حد درجہ کم ہو جاتی ہے۔ مگر دشمنی ایک ایسا منفی جوہر ہے جو حقیقت میں انسان کی شخصیت پر مستحکم روشنی ڈالتا ہے۔ عاصمہ جہانگیر دشمنی اور دوستی، دونوں کے زاویہ سے پاکستان کا ایک دیومالائی کردار تھا۔

اسلام آباد جا رہا تھا۔ ایک دوست کافون آیا۔ عاصمہ جہانگیر فوت ہو چکی ہیں۔ ذہن کو ایک دھچکا سالاگا۔ بالکل یقین نہ آیا۔ چند دیگر احباب سے دریافت کیا تو پہ چلا کہ یہ توئی وی پر آپکا ہے۔ گاڑی روک کر باہر آگیا۔ جنبی سے بیابان میں آسمان کی طرف دیکھتا ہا کہ مالک تیرا حکم دائم ہے۔ تیرے ہی پاس واپس لوٹا ہے۔ مگر کمال کی دلیر عورت چند برس مزید دنیا میں گزار لیتی تو کیا بگڑ جاتا۔ کافی دیرتک طبیعت میں توازن نہ رہا۔ اسلام آباد پہنچ کر سو شل میڈیا پرنٹر نظر ڈالی تو حد درجہ نوحہ گری ہو رہی تھی اور اسی طریق سے مرحومہ کی مخالفت بھی۔ اس لفظی بحث میں قطعاً حصہ نہیں لیا۔ صرف اسلیے کہ بذات خود عاصمہ بی بی کو جانتا تھا۔ نہ بہت زیادہ اور نہ ہی بہت کم۔ اپنے خیالات پر ہمت سے قائم رہنے والی واحد شخصیت۔ وگرنہ یہاں، تو حکومتی استبداد کے سامنے فولادی لوگ بھی پکھل کر موم ہو جاتے ہیں۔ کچھ خرید لیے جاتے ہیں۔ مگر عاصمہ ایک منفرد انسان تھی۔ اپنی طرح کی اکیلی عورت۔

دوسرے دوست کافون آیا۔ کراچی اور لاہور میں کاروبار کرتے ہیں۔ سیاست سے بہت دور۔ طبیعت میں بہاولپور کی ملائمت۔ بتایا انتقال کی خبر سن کر اکیلا روتا رہا۔ کیوں، صرف اسلیے کہ جو لوگ زمین سے اٹھ رہے ہیں، انکے بعد انکی جگہ لینے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ قیمتی لوگوں کے بعد پھر کے صحراء ہیں اور ہو کا اندر ہیرہ ہے۔ فون سنکر سوچنے لگا تو آنکھیں نہ ہو گئیں۔ بات حد درجہ درست تھی اور موقعہ کے مطابق بھی۔ خاتون، ہمارے جیسے غلامانہ فکر کے ملک میں آزاد آواز تھی۔ نمازِ جنازہ میں شامل نہ ہو سکا کیونکہ اسلام آباد میں تھا۔ ٹوئی پر دیکھا تو معلوم ہوا کہ جنازہ سید حیدر فاروق مودودی نے پڑھایا ہے۔ شاہ جی بھی عجیب مردِ رولیش ہیں۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ عاصمہ کی والدہ کا جنازہ بھی حیدر فاروق مودودی نے پڑھایا تھا۔ عاصمہ کے بیٹے اور دونوں بیٹیوں کے نکاح بھی شاہ جی نے ہی پڑھائے۔ خیر چند بے خبر لوگوں نے اسے بھی مقنازعہ بنانے کی کوشش کی۔ لوگ یہ تک نہیں جانتے کہ عاصمہ جیلانی کا نکاح کس نے پڑھایا تھا۔ جناب سید ابوالعلی مودودی صاحب یعنی فاروق حیدر کے والدگرامی نے۔ چند لوگوں نے یہاں تک اعتراض کیا کہ نمازِ جنازہ میں خواتین نے کیوں حصہ لیا۔ ذاتی طور پر دینی عالم نہیں ہوں۔ مگر دین کا طالب علم ضرور ہوں۔ چند مستند علماء سے پوچھا تو انہوں نے بغیر تعصب کے بتایا کہ اسلامی فقہ میں کسی جگہ پر بھی عورتوں کے نمازِ جنازہ میں شامل ہونے پر ممانعت نہیں۔ بہر حال یہ نکتہ میرے نزدیک غیر اہم صرف اسلیے ہے کہ کسی انسان کے آخری سفر میں اسکے لیے دعا کرنا ایک غیر متندرجہ ہو نہیں سکتا۔ نمازِ جنازہ بھی تودعا ہی ہے۔ خوبصورت دعا کہ اے خدا، حاضریت کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لے۔ خدا کی رحمت کو عاجزی سے پکارنا ایک صائب بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر ہمارے ملک میں ہر سوچ کو منتشر کرنے کی باضابطہ کوشش کی گئی ہے اور یہ کوشش مکمل طور پر کامیاب ہے۔ دین کی عظیم

روح کے مطابق عمل کرنے کی بجائے، رسومات پر بے حد توجہ دی گئی ہے۔ ملاوٹ، رشوت، گندگی، بے انصاف، کمزوروں کو کامل عدم تحفظ، چند لوگوں میں دولت کا غیر معمولی ارتکاز، دھوکہ دہی، فراڈ اور جھوٹ بولنا جس معاشرے کا مجموعی شعار ہو۔ کیا اسے دین کے عظیم آفاتی اصولوں پر عمل پیرا کہا جا سکتا ہے۔ فیصلہ خود فرمائیجئے۔

ذکر عاصمہ بی بی کا ہور ہاتھا۔ انسان تھی۔ ظاہر ہے ہر عام انسان کی طرح بشری کمزوریاں ان میں بھی تھیں۔ مگر بتائیے کہ کسی لحاظ کے بغیر، دنیاوی خداوں سے انکے علاوہ کون برسر بیکار رہا ہے۔ ایوب خان سے لیکر ہرفوجی ڈکٹیٹر کے سامنے کون کفن باندھ کر کھڑا ہوا ہے۔ جمہوری خداوں کی کوتا ہیوں اور خامیوں کوکس نے کھل کر اجاگر کیا ہے۔ یہ صرف دھان پان سی نحیف نظر آنے والی، مضبوط آواز عاصمہ جہانگیر کی تھی۔ لوگوں نے عاصمہ کی وفات پر انکے والد ملک غلام جیلانی کو بھی نشانہ بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ ان سے کوئی ملاقات نہیں ہے۔ جب انہوں نے سیاست شروع کی تو میں اسکول میں ہونگا۔ مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن پر انکی مخالفت کو تاریخی تناظر میں دیکھیے تو کیا وہ درست نہیں تھے۔ کیا بھرپور فوجی یلغار نے مشرقی پاکستان کو ملک سے عیحدہ ہونے سے محفوظ کر لیا۔ نہیں صاحب، قطعاً نہیں۔ غلام جیلانی بذات خود جبراکشا رہے۔ لگتا ہے، انکی بیٹی عاصمہ نے لوگوں کے حقوق کو محفوظ رکھنے کا ہتنی سفر، بچپن سے اپنے والد کو دیکھ کر شروع کیا تھا۔ انسانی حقوق عاصمہ کے ذہن کا نہیں بلکہ روح کا حصہ بن چکے تھے۔ ہر قیمت پر اپنے خیالات کے مطابق کمزور نظر آنے والی خاتون نے ناتوان، لاغر اور خاکستر لوگوں کیلئے آواز اٹھائی۔ اس میں خواتین، اقلیتیں، محنت کش اور ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ ذاتی طور پر معلوم ہے کہ انسانی حقوق کے مقدمات کی پیروی، کئی بار بغیر فیس کی ہوتی تھی۔ ملک کے کسی نامور وکیل کو آپ بغیر فیس کے مقدمہ لڑنے کو کہیے، توجہ جواب آئیگا، سب کو بخوبی اندازہ ہے۔

ایک بار، مجھ سمتی ڈی۔ ایم۔ جی کے آٹھ افسروں نے عاصمہ صاحبہ کو وکیل کیا۔ ہم سب نے ملکر انکی فیس ادا کرنی تھی۔ یہ بھی خدشہ تھا کہ اس نامور وکیل کی فیس تو بہت زیادہ ہو گی۔ معاملہ مکمل طور پر سرکاری تھا۔ ترقی سے جڑا ہوا۔ پہلی بار ہوا تھا کہ پنجاب کے ایک سابقہ چیف سیکرٹری نے افسروں کو ذاتی عناء پر ترقی سے محروم کیا تھا۔ عاصمہ صاحبہ نے ہم سب سے ملکر کہا کہ آپ نوکری پیشہ لوگ ہیں۔ آپ سب کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ میں صرف اور صرف معمولی سی فیس لوگی۔ سرکاری ملازم کے محدود وسائل میں عاصمہ نے ہم سب افسروں سے بے حد معمولی سی فیس لی۔ عجیب سی عورت تھی۔ پیسے کی ہوں سے ہزاروں نوری سال دور۔ ایک دن لا ہور ہائیکورٹ کے محترم وکیل ملنے آئے۔ کہنے لگے آج صبح عاصمہ صاحبہ نے عدالت میں انتہائی نیک حرکت کی ہے۔ کسی خاندانی جھگڑے میں میاں، بیوی اور سرسر موجود تھے۔ عاصمہ انکی وکیل نہیں تھی۔ کسی اور مقدمہ میں پیش ہوئی تھیں۔ بحث کے دوران، معلوم ہوا کہ خاتون کے پاس عدالت میں جمع کروانے کیلئے بیس ہزار روپے موجود نہیں تھے۔ عاصمہ عدالت میں کسی اور کام سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ جیب سے بیس ہزار روپے نکالے اور اجنبی عورت کے ہاتھ میں تھا دیے۔ مظلوم عورت عاصمہ کو جانتی تک نہیں تھی۔ بحث ختم ہونے کے بعد وہ نامعلوم عورت، جھوپی پھیلا پھیلا کر دعا میں دے رہی تھی۔ دھاڑیں مار مار کروتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ اللہ ہی آپکو نیکی کا اجر دیگا۔ کیونکہ میں تو ایک غریب عورت ہوں۔ دعاوں کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سب کچھ دیکھ کر عدالت میں موجود اکثر لوگ آبدیدہ ہو گئے۔ کسی کو معلوم

نہیں کہ عاصمہ کس درجہ انسان دوست اور حرم دل انسان تھی۔ سینکڑوں لوگوں کی کفالت کر رہی تھی۔ اُنکے دکھ درد میں شریک تھی۔ مگر یہی کمزوری خاتون، مقندر طبقے کیلئے آہنی توار تھی۔ بہنہ شمشیر۔ کون ہے جو بھی خان، پرویز مشرف کے اقتدار کی انتہا پر انہیں للاکرنے کی جرات کرے۔ میری نظر میں ایک بھی نہیں۔ فوجی ڈکٹیٹر ہی نہیں، عاصمہ نے جمہوری خداوں کو بھی انکی غلطیوں پر قطعاً معاف نہیں کیا۔ اُنکے ساتھ معاملات غلطیوں کو صحیح کرنے تک درست نہیں ہوئے۔

عاصمہ کے ہندوستان کے دورے پر بے حد تقید کی گئی۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ بلکہ جانے کی کوشش نہیں کرتے کہ عاصمہ جہانگیر ہندوستان، اقوام متحده کے نمائندے کی حیثیت سے گئی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ جو مظالم رواڑ کئے ہیں، انکی بے لائق تحقیق کی جائے۔ عاصمہ مقبوضہ کشمیر گئیں۔ کام کے تقاضے پورے کرنے کیلئے ہندوستان کے سرکاری اور غیر سرکاری عوامیں سے بھی ملیں۔ باریکیاں سمجھنے کے بعد انہوں نے جو رپورٹ لکھی، اس میں صریحاً درج تھا کہ ہندوستانی حکومت اور فوج، کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم اور جبر کر رہی ہے۔ ان پر یاسی تشدد کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی جان مال اور عزت کا تحفظ کرنے میں ہندوستانی حکومت کامل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ یہ رپورٹ آج بھی اقوام متحده کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ عاصمہ کا کوئی ناقدوہ رپورٹ نہیں پڑھتا۔ بغیر جانے ہوئے تقید کرتا ہے کہ عاصمہ جہانگیر، ہندوستان کے دورے پر وزیر اعظم اور دیگر لوگوں سے کیوں ملیں۔ استدعا ہے کہ رپورٹ ضرور پڑھیے۔ آپ کی نظر میں عاصمہ کی بے لائق شخصیت کا تاثر از حد مضبوط ہو جائیگا۔ ایک کالم میں عاصمہ جہانگیر کی شخصیت پر بات کرنا ناممکن ہے۔ فیصل آباد میں پچاس سال سے میاں محمد رست ہسپتال لاکھوں لوگوں کو سخت یا بکرچکا ہے۔ یہ خدمت بھی عاصمہ کا خاندان ادا کر رہا ہے۔ عرض کروں گا، کہ آپ کو اختیار ہے کہ عاصمہ جہانگیر کے خیالات سے متفق نہ ہوں۔ مگر آپ کو یہ اختیار ہرگز نہیں ہے کہ اس عظیم عورت کی بے مثال خدمات کو عامیانہ سوچ کی بھینٹ چڑھادیں۔ دکھ تو یہ ہے کہ عاصمہ کی جگہ لینے والی اس پورے ملک میں کوئی دوسری عاصمہ موجود نہیں ہے۔ دھان پان سی عورت جیسی فولادی آواز کوئی بھی نہیں ہے! ہر طرف مکمل سناظا ہے۔

راوِ منظر حیات